صوبۂ بنگال میں ملت حقہ کی علمی و عملی سرگرمیاں

دنیا کا کون تعلیم یافتہ ایسا انسان ہوگا جو کلکتہ کی وجہ سے بنگال سے واقف نہ ہو۔ کلکتہ ہندوستان کے چند بڑے شہروں میں سے ایک ہے جو اپنی علمی و عملی ترقیوں کے سبب بے حد ممتاز ہے۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس، قدوۃ العلماءؒ کے ۱۹۰۷ء میں رفاہ عام کلب لکھنؤ میں جلسہ طلب کرنے سے لے کے فخر قوم سید کلب عباس نقوی جائسی کی آخری سانسوں تک بالاتفاق پورے ہندوستان کے شیعوں کی ایک فعّال، علمی و عملی تنظیم تھی یعنی یہ کسی خاندان، گروہ، شہر یا کسی صوبے سے متعلق ادارہ نہ تھا ہاں اگر ''کسی'' کی لفظ استعمال ہوسکتی ہے تو وہ صرف ''قوم'' کے ساتھ یعنی وہ ہندوستان میں صرف شیعہ قوم کا ادارہ تھا جسے پوری ملت اپنی ملکیت سمجھتی تھی۔ اس میں نہ کنبہ پروری تھی نہ شاہی اور نہ ہی شاہیوں کے خلاف کھوکھلے نعرے، اس کی ہمہ جہات خدمات پوری قوم کے لئے تھیں صرف ایک جہتِ خانوادہ و ہمنوایان کے لئے نہیں۔

اس کا دستور العمل کسی خاندان یا کسی شہر کی دشمنی یا اس کی ساکھ کو کمزور کرنے کے لئے نہیں تیار ہوا تھا المختصر وہ سب کا تھا اور سب کے لئے تھا اور انھیں دور اندیشیوں کو دیکھ کر علمبردار تحریک دینداری و بیداری، آقائے قوم قدوۃ العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید آقا حسن صاحب طاب ثراہ (بانی شیعہ کانفرنس وشیعہ کالج وشیعہ یتیم خانہ وشیعہ بیت المال لکھنؤ) کی بلندی فکر و وسیع القلبی وعظمت کردار کا اندازہ ہوتا ہے۔

شیعہ کانفرنس کے دو اجلاس کلکتہ میں ہوئے۔ کلکتہ میں کلکتہ کا پہلا اجلاس جسے شیعہ کانفرنس کا بیسواں اجلاس کہا جائے گا۔ ۱۹۲۸ء میں حکیم الامت علامۂ ہندی آیۃ اللہ العظمیٰ سید احمد نقوی صاحب (مصنفِ کتبِ کثیرہ) کی کوششوں سے عمل میں آیا چونکہ اس زمانے میں علامۂ ہندی کلکتہ میں قیام پذیر تھے اور ان کی وجہ سے کافی علمی و مذہبی نیز تصنیفی و تحقیقی ماحول کلکتہ میں سازگار رہا۔

لسان القوم مولانا علی نقی صفی لکھنوی مرحوم کے ''صحیفۃ الادب'' نامی کلیات کی دوسری جلد ''صحیفۃ الملت''، معروف بہ ''لختِ جگر'' کے صفحات ۱۹۳ تا ۲۰۴ تک میں مطبوع ہے کہ

''کلکتے میں حکیم الامت علامۂ ہندی سید احمد مجتہد کا قیام ہونے کی وجہ سے اور بعض حضرات کی خاص توجہ سے اس کوشش میں کامیابی ہوئی اور صوبۂ بنگال کے مرکزی مقام کلکتے میں اجلاس کانفرنس منعقد ہوا، ۱۹۲۷ء کے اجلاس کانفرنس تک اور اس کے بعد بھی برابر اخباروں میں شیعہ کالج کے خلاف مضامین مسلسل نکلتے رہے، اور بعض اکابر قوم کو یہ خیال لکھنؤ یونیورسٹی قائم ہوجانے کے بعد پیدا ہوا کہ شیعہ کالج کا قیام کسی اور شہر میں یا کم از کم رقبۂ یونیورسٹی سے کچھ دور اسی شہر میں کیا جائے، بعض حضرات کی طرف سے واپسی چندہ کی تحریک اور دعوے بھی ہوئے لیکن ناکامیابی رہی، ۱۹۲۷ء سے اس وقت تک کے خاص واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ دسویں محرم ۱۳۴۱ھ کو چاند کے گرد ایک سرخ ہالہ نظر آیا، اس سال ہندوستان خصوصاً صوبۂ متحدہ آگرہ کے اکثر شہروں

میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں جھگڑے اور فسادات ہوئے اور بہت کچھ خونریزیاں ہوئیں، ہندوستان کی سرحد پر بعض قبائل میں کچھ ایسے اہم اختلاف پیش آئے کہ سرحد سے شیعوں کا اخراج عمل میں آیا اور تیراہ وغیرہ جو مشہور مقامات ہیں، وہاں قریب ایک ہزار شیعہ مقتول و مجروح ہوئے، ان کے مکانات جلا دیئے گئے اور مال واسباب لوٹ لیا گیا، اس سال کے خاص سر برآوردہ شیعوں میں سید آل نبی صاحب مشہور ایڈوکیٹ آگرہ کا، اور ۸ رجنوری ۲۷ء کو ملک کے عدیم المثال اور اکمل روزگار شاعر جناب سید علی محمد صاحب شادؔ کا انتقال ہوا، اور اسی سال الٰہ آباد کے قصبۂ منجھن پور کے رئیس چودھری سید غلام حیدر صاحب نے بھی انتقال فرمایا جو شیعہ کانفرنس الٰہ آباد کے موقع پر اور دیگر شیعی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے اس سال شیعہ کانفرنس کے صدر جناب میر علی نواز صاحب میر صاحب خیر پور سندھ منتخب ہوئے، لیکن وہ بعض اتفاقات سے نہ آسکے اور ان کے چھوٹے بھائی اور دیگر حضرات نے صدارت کے فرائض انجام دیئے، اس سال کی نظم لخت جگر کے اُنتالیسویں بند میں مولانا صفیؔ مدظلہ نے رزروفنڈ کانفرنس کے لئے سرمایۂ محفوظ کی تحریک فرمائی ہے اور چالیسویں بند میں شیعہ کانفرنس کو صوبۂ سندھ میں مدعو کرنے کی تحریک کی ہے جو اگلے سال عملاً ظاہر ہوئی بند ۴۳ میں یتیم خانۂ نسواں کی تحریک ہے، چنانچہ لکھنؤ میں رانی قمر جہاں بیگم نے اس کا افتتاح کر دیا ہے۔''

لخت جگر

بمبئی کی طرح کلکتے! فسانہ ہے ترا بیشتر طرز تمدن تاجرانہ ہے ترا
کہربا گویا کشش میں آب و دانہ ہے ترا وقف قوموں کے لئے مہمان خانہ ہے ترا
بہر اختر[1] بُرج خاکی تیرا مٹیا بُرج ہے
درّۃ التاج سلاطینِ اودھ کا دُرج ہے

خاک مٹیا بُرج، اقطاع اودھ کی آبرو خوابگاہِ خسروِ مظلوم، شاہ صلح جو
اپنے دامن میں سمیٹے ہے بہار لکھنؤ ملتے جلتے دونوں گلدستے ہیں یکساں رنگ و بو
بے سبب کیا دل ہمارا اس طرف گرویدہ ہے
قوم تیرا اختر طالع یہیں خوابیدہ ہے

کھو دیا افسوس شیعو! تم نے قومی اقتدار ناظم بنگالہ تم تھے تم اودھ کے تاجدار
اُف تری نیرنگیاں اے گردش لیل و نہار ہم ہیں ان کے خدمتی جو تھے کبھی خدمت گزار
انقلاب دہر کا شکوہ کہاں تک مہرباں
''ہر کمالے را زوالے ہر بہارے را خزاں''

تیرا اے کلکتے دنیا میں ہے شہرہ چار سو	زینت دریائے ہگلی ساحل شرقی پہ تو
روز افزوں ہے تری ارض جنوبی میں نمو	تاجروں سے تیری، تجھ سے تاجروں کی آبرو

تیری دن دونی ترقی لائق تعریف ہے
لفظ کلکتہ بھی کالی گھاٹ کی تحریف ہے

کمپنی کے ہاتھ بیچا تھا پرنس اعظم نے جب	گاؤں تھا یہ اُن دنوں میں شہریت ایسی تھی کب
ہاں تجارت کے لئے جب سے ہوا ہے منتخب	رفتہ رفتہ پڑ گیا دار القصور اس کا لقب

اب عظیم الشان مثل بمبئی کلکتہ ہے
فصل سرما ہی میں جائے سیر یہ البتہ ہے

مجمع اقوام خارج از وطن بھی اس میں ہے	چین اس میں ہے فرنگ اس میں ختن بھی اس میں ہے
صنعتی وقدرتی ہر سو چمن بھی اس میں ہے	یہ بہشت ہند ہے باغ عدن بھی اس میں ہے

ہے زمیں پر یہ بہشت عدن کا گویا جواب
رشک حورانِ جناں ہر سمت حُسن بے نقاب

چوڑی سڑکیں، چار سو بازار، اونچی ہر دکاں	خوشنما پختہ مکانات اور اعلیٰ کوٹھیاں
وہ لب و لہجہ کہ جس سے مات کشت زعفراں	اس کی بنگالی تو اس کی ماڑواڑی ہے زباں

ہو جو دولت، لطفِ جنت اس کی چورنگی میں ہے
ورنہ اس کے حق میں دوزخ ہے جو دل تنگی میں ہے

ہیں تجارت پیشہ جو قومیں وہ ہیں آسودہ حال	یا خوش وخرم وہ فردیں جو ہیں ارباب کمال
پوچھئے حالت نہ شیعوں کی کہ ہے صورت سوال	پایئے گا آپ ان میں اہل حرفت خال خال

ہاتھ میں پیسہ نہیں جب صاحب دل ہیں تو کیا
چھائی ہے رُخ پر اداسی شمع محفل ہیں تو کیا

ایک نصب العین شیعوں کا نہ اک طرز عمل	ہر جگہ افراد میں باہم دگر جنگ و جدل
بے ہنر ما و شما بے فکر ارباب دول	الغرض اس اونٹ کی سیدھی نہیں کوئی بھی کل

کرتے رہیئے تا قیامت آپ یونہی قیل و قال
منزل مقصود تک لیکن پہنچنا ہے محال

ایک کو جب دوسرا کرتا نہیں تسلیم ہی ایسے خود رایوں کی پھر دشوار ہے تنظیم ہی
مدتوں چلتی رہی تخصیص ہی تعمیم ہی یہ بنانا جانتے ہیں سیکڑوں اسکیم ہی

سُست میدانِ عمل میں پایئے گا آپ انھیں
سب سے پیچھے ہے یہی فرقہ سیاسی دوڑ میں

قوم ہی وہ کیا کہ قومی اک پرس جس کا نہ ہو لاکھ آپ اس کو اُبھاریں ٹس سے مس حاشانہ ہو
قومیت کا دل میں جب احساس ہی پیدا نہ ہو مجلس شوریٰ سے کیا حاصل ہے وہ ہو یا نہ ہو

جود کا لبریز پیمانہ نہ اب تک ہو سکا
سرفراز اخبار روزانہ نہ اب تک ہو سکا

پہلے سرمائے کی جانب سے تو کیجئے بے نیاز دو نہیں دس مرتبہ ہفتے میں نکلے سرفراز
یہ زبانی جمع خرچ اچھا نہیں بندہ نواز چارہ سازی کی طرف مائل نہ ہوں جب چارہ ساز

گر یہی ہے شرط ہمدردی گرہ سے کچھ نہ جائے
اپنا گھر بیچے اڈیٹر تو پرس اک مول لائے

بیٹھ کر خالی نہ بھریئے سرد آہیں دیکھئے اپنے اقوام معاصر کی نگاہیں دیکھئے
علم کی ہر سو کشادہ شاہراہیں دیکھئے آیئے کلکتے کی تعلیم گاہیں دیکھئے

آپ ہی بیمار ہے جو ہے معالج آپ کا
کس مرض کی پھر دوا ہے شیعہ کالج آپ کا

آہ وہ کالج کہ تھا علم وعمل کی شاہراہ ہو رہا ہے چند خود رایوں کے ہاتھوں سے تباہ
وائے ویلا کر رہا ہے قوم کا ہر خیرخواہ شرم انھیں آتی نہیں کچھ، روے بے شرمی سیاہ

قوم کو قومی ادارے پر توجہ چاہئے
دیکھ کر قوموں کی حالت کچھ تنبہ چاہئے

شہر کلکتہ میں تعلیمی ادارے سیکڑوں آسماں پر جس طرح روشن ستارے سیکڑوں
تربیت پائیں جہاں قوموں کے پیارے سیکڑوں وہ نظارہ خاص ہے، یوں ہیں نظارے سیکڑوں

جا کے بندرگاہِ ہگلی پر تماشے دیکھئے
کس طرح لڑتے ہیں باہم دو مہاشے دیکھئے

گرد بندرگاہ یوں صدہا جہازوں کا ہجوم　　آسمانِ نیلگوں پر جیسے تابندہ نجوم
ہوڑہ اسٹیشن کا وہ پل ہر طرف جس کی ہے دھوم　　جب جہاز آئے تو کھل جاتا ہے فوراً بالعموم

راہ گیروں کی وہ کثرت الحفیظ والاماں
مختلف وضعیں وہ رنگا رنگ اُن کی بولیاں

حصہ آبادی کا کچھ اس پار کچھ اس پار ہے　　شرقی و غربی تجارت کا بڑا بازار ہے
پارک صدہا جا بجا ہیں شہر بھر گلزار ہے　　سر بلند ایک ایک تعمیر فلک آثار ہے

فورٹ ولیم کا بھلا کیا ذکر وہ تو فورٹ ہے
یہ عمارت دیکھئے جس میں کہ ہائی کورٹ ہے

اسٹیچو اک امپرس وکٹوریا کی یادگار　　نصب ہے وہ سامنے میدان میں زیرِ حصار
جس پہ ہے تعمیر دیکھو ایک قصر شاندار　　تاج ہی سا ہو بہو ویسے ہی سب نقش و نگار

گو کہ اصل و نقل کا جو فرق ہے اس میں بھی ہے
تو بھی تعمیرات میں ہے دید کے قابل یہ شے

دیکھئے پھر جا کے تعمیرات یونیورسٹی　　سیر کیجئے پُر فضا گھوڑ دوڑ کے میدان کی
دو گھڑی بے فکر اُٹھانا ہو جو لطف زندگی　　اک چھچھلتی سی نظر سوئے نمائش گاہ بھی

جانور خانہ کہیں ہے اور جادو گھر کہیں
مختلف اقسام کے پودوں کا ہے منظر کہیں

جا کے جنرل پوسٹ آفس کی عمارت دیکھئے　　ہوٹلوں کی گھوم پھر کر شان و شوکت دیکھئے
آیئے نیو مارکٹ اور اس کی وسعت دیکھئے　　جایئے پھر میوزیم سامانِ عبرت دیکھئے

دیکھئے آنکھوں سے چل کر ایگری کلچر کا فارم
سنیئے کانوں سے مِلوں کے کارخانوں کا الارم

دن کی آبادی ہے شب سے کچھ سوا کلکتے کی　　ہے مزاجاً گرم و تر آب و ہوا کلکتے کی
بمبئی سے نسبتاً بہتر فضا کلکتے کی،　　کہہ رہی ہے یہ نسیم جانفزا کلکتے کی

دیکھو ہم ٹکنے نہیں دیتے یہاں طاعون کو
جب کبھی آیا، بھگایا فوراً اس ملعون کو

پائے تخت ہند تھا کلکتہ کچھ دن پیشتر　　صوبۂ بنگال میں سب سے زیادہ نامور
مرہٹوں سے جس زمانے میں کہ تھا خوف وخطر　　سدِّ باب شر ہوا تھا گرد خندق کھود کر

بمبئی کلکتے میں ترجیح اب دشوار ہے
ہاں! مگر کہئے وہ گلدستہ ہے یہ گلزار ہے

قدرتی گویا ذریعے ہیں تجارت کے یہاں　　لمبے چوڑے دو بڑے دریا قریب اس کے رواں
لاد کر اسباب لے جاتی ہیں ناویں ڈونگیاں　　کمپنی نے جب اجازت سے بنایا تھا مکاں

وہ یقینا سولہ سو نوے مسیحی سال تھا
تابع فرمانِ دہلی صوبۂ بنگال تھا

ہے برہم پُتر اور گنگا کا جہاں سنگم حضور　　وہ مقام دلکشا بھی ہے یہاں سے تھوڑی دور
دونوں سے نکلی ہیں شاخیں صورت بین السطور　　بے سفینہ کر نہیں سکتا کوئی جن کا عبور

پُر ہے دندانوں سے دریا کا دہانہ دیکھئے
کیا ہی زلفِ موج میں اُلجھا ہے شانہ دیکھئے

چڑھ کے اسٹیمر پہ کیجئے سیر، تازہ ہوں قلوب　　یہ سمندر سے گھِرا ہے جانبِ شرق وجنوب
بحر ہی سے بحر کا منظر نظر آتا ہے خوب　　دامن ساحل میں بنسواڑی کہیں پر سبز دوب

کھڈ کہیں، ٹیلے کہیں، صحرا کہیں، جنگل کہیں
جا بجا ریتی کہیں پر دور پر دلدل کہیں

قابل نظارہ مٹیا برج بھی تھا پیشتر　　حضرت واجد علی شاہِ اودھ کا مستقر
جب وہ زندہ تھے تو یہ آراستہ تھا سر بسر　　بعد ان کے اس کی حالت ہوگئی نوع دگر

کوٹھیوں میں اب فقط سلطان خانہ رہ گیا
وہ سدھارے خلد کو باقی فسانہ رہ گیا

دفن ہے قصر العزا[۲] میں بادشاہِ دادگر　　خسروانہ اب وہ شوکت ہے نہ شاہی کروفر
فاتحہ خوانی کو چلئے مرقد مرحوم پر　　کیجئے جاکر نچھاور آنسوؤں کے کچھ گہر

دم سے اختر ہی کے تھا اقبال سارا قوم کا
بند آنکھ اس کی ہوئی ڈوبا ستارہ قوم کا

تھا جنھیں سرکار شاہی سے توسل آہ آہ مثلِ مٹیا برج اب وہ لوگ بھی ہیں سب تباہ
اک فسانہ ہوگیا عہدِ حیات بادشاہ ہو کا عالم دیکھئے گا جس طرف کیجئے نگاہ

شیعہ آبادی ہی کو گھیرے ہوئے افلاس ہے
ہاتھ میں جس کے ہنر کوئی نہ پیسہ پاس ہے

چند ایسے بھی نفوس قوم پرور ہیں یہاں سعی سے جن کی ہے کچھ تعلیم کا نام ونشاں
درسگاہیں کھول دی ہیں دو بلطفِ بیکراں زندگی اطفالِ شیعہ کی نہ ہو تارائگاں

انتظام تربیت بیجا نہیں معقول ہے
ایک دن کا مدرسہ اک رات کا اسکول ہے

ساقی توبہ شکن اے لُعبتِ سحر آفریں جادوِ بنگالہ تیری ہر نگاہِ دلنشیں
ہاں دیئے جا آج تابڑ توڑ جام وساتگیں شیعوں کے ''لختِ جگر'' کی ہے گرہ یہ بیسویں

ہے ابھی چڑھتی جوانی عنفوان سن و سال
سیر ہے کلکتے کی آراستہ ہے ٹاؤن ہال

کون کلکتہ جو گویا عالم اسباب ہے کون کلکتہ جو عشرت گاہِ شیخ و شاب ہے
کون کلکتہ جو بہرِ اتقا گرداب ہے کون کلکتہ جو دُرجِ گوہر نایاب ہے

کون کلکتہ ہوا جس کی ترنم خیز ہے
کون کلکتہ جو مہدِ حسنِ عشق انگیز ہے

کون کلکتہ جہاں ہے شاعر نامی ''ٹگور''[۳] جس کے میدانِ تخیّل کا نہیں کچھ اور چھور
طبع موزوں میں بھرا ہے دستِ قدرت نے وہ زور حسنِ معنی اُس پہ صدقے چاند پر جیسے چکور

دیکھئے جو نظم وہ ڈوبی ہوئی تاثیر میں
جادوِ بنگالہ سے بڑھ کر کہیں تسخیر میں

کون کلکتہ جہاں ہے وحشتؔ[۴] معجز بیاں شاعر کامل، سُخن سنج و ادیب نکتہ داں
ابر دریا بار جس کا خامۂ گوہر فشاں پیروِ غالبؔ، معانی گستر شیوا زباں

خود زباں دانی میں وہ اہل زباں سے کم نہیں
جو زمین شعر ہے وہ آسماں سے کم نہیں

کون کلکتہ جہاں ہے دفتر حبل المتین[۵] اس جریدے کا مدیر خضر سیرت ہے یہیں
ملک و ملت کے لئے جس کا قلم اک دوربیں نعمت عظمیٰ ہے اس کی ذات اس میں شک نہیں

جس کو کہتے ہیں زمانے میں بہی خواہِ وطن
وہ یہی پیر کہن ہے وہ یہی پیرِ کہن

کون کلکتہ نظرگاہِ خیال[۶] خوش مقال نثر اردو کو ہے جس پر ناز وہ نازک خیال
کون کلکتہ جہاں سے تھا طلوع ''الہلال'' کون کلکتہ جہاں ہیں کیسے کیسے ذی کمال

جیسے علامہ حکیم الامتِ[۷] عالی نژاد
یا سراج[۸] العلم حضرت مفتیِ فرخ نہاد

کون کلکتہ جہاں ہے مجمع احباب آج ہومیوپیتھک سے اک بیمار کا ہوگا علاج
برطرف ہو، تاکہ اس تدبیر سے سوء المزاج ہونے لگتا ہے دوا کا نام سن کر اختلاج

اتفاق آپس میں پیدا ہو تو جمعیّت بڑھے
قوم کا دل ہو قوی دولت بڑھے عزت بڑھے

ہے یہ کیا اے شیعیان ہند بہر فخرکم صدر مجلس آپ کا ہے صاحبِ سیف و قلم
سید القوم، آسماں رفعت، امیر محترم مسند آرائے حکومت، حکمرانِ ذی حشم

والی ملک، آفتابِ معدلت، صدر الصدور
میرِ عالی منزلت، فرمانروائے خیرپور

ممبری کی فیس پر قومی ادارے کی اساس اوس کے چاٹے بھی دنیا میں کہیں بجھتی ہے پیاس
چاہئے سرمایۂ محفوظ اس مفلس کے پاس کوثر آشامو! مبارک، اب نہیں جائے ہراس

ساتھ ہی کیسوں کے ہر دل کی گرہ کھل جائے گی
بست سالہ گرد کلفت آج سب دُھل جائے گی

صدر مجلس ہے یہاں وہ صاحب طبل و نشاں ابر نیسان کرم جس کی کفِ گوہر فشاں
مژدہ باد اے تشنہ کامانِ عطائے بیکراں یہ مسیحائے زماں، شیعوں کا میر کارواں

پھونک دیگا روحِ تازہ شیعیان ہند میں
دے گا دعوت بزم شوریٰ کو دیار سند میں

ساقیا جوشِ مسرت دل میں بیش از بیش ہے　　لب میں تیرے نوش تیری ہر مژہ میں نیش ہے
آج ترمیم نصابِ میکشی در پیش ہے　　میکدے میں مجمع رندانِ دور اندیش ہے

ایسی حالت میں نہیں جب قوم میں احساس بھی
یادگار اجلاس ہے یہ بیسواں اجلاس بھی

بست سالہ ہوگیا نام خدا ''لختِ جگر''　　ٹھیر جائے اب کہیں نسبت یہ ہے مدّنظر
اس خوشی میں کھولئے اے شیعیان ذی اثر　　لڑکیوں کا بھی کوئی دارالیتامیٰ زود تر

رکھیۓ بیکس بچیوں پر اک ذرا شفقت کا ہاتھ
ان کی بھی تعلیم کچھ ہو تربیت کے ساتھ ساتھ

لیکن اس کے واسطے موزوں یہی بنگال ہے　　سرزمیں، روشن خیالوں سے جو مالا مال ہے
حق میں شیعوں کے یہ تجویز اک مبارک فال ہے　　قوم ادھر مائل نہ ہو تو شامتِ اعمال ہے

لڑکیوں کا گھونٹ دیتے تھے گلا جاہل عرب
ہم انھیں کی پیروی تعلیم میں کرتے ہیں اب

ہو رہی ہے قوم کی حالت نہایت مبتذل　　یا الٰہی کر عطا شیعوں کو توفیق عمل
دور انانیّت کا ہو ان کے دماغوں سے خلل　　کرسکیں تا وقت کا دولت کا مصرف بامحل

اختلافی مسئلہ جب ہو نہ دیں بحثوں کو طول
مجلس شوریٰ سے جو طے ہو اسے کرلیں قبول

فائدہ کیا ہے کہ باہم اعلمیّت پر ہو جنگ　　مذہبیّت میں کریں کیوں شیعہ تقلیدِ فرنگ
درحقیقت بحث و حجّت کا نہیں میدان تنگ　　خوف یہ ہے صاف آئینوں میں آجائے نہ زنگ

عالم و اعلم کے طولانی سوالوں کا جواب
مختصر فقرے میں ہے ''واللہ اعلم بالصّواب''

جس کی اہلیّت ہو جس میں لیجئے وہ اس سے کام　　خادمانِ قوم کا لازم ہے ہم کو احترام
نابلد ہیں بزم شوریٰ کے فوائد سے عوام　　ہیں خس و خاشاک تاہم وہ بھی ہیں جزو نظام

ان کی بھی شیرازہ بندی فرض ہے ہر حال میں
کارداں چھاتے ہیں چھپّر جس طرح بنگال میں

خواب ہے ہر چند شیعوں کی ترقی کا خیال ‏ ‏ خاص کران بستیوں میں ہے جہاں قحط الرجال
کوششیں کرتے رہے ہم بھی مسلسل بیس سال، ‏ ‏ قوم کی حالت نہ بدلی ہے فقط اس کا ملال
اب صفی کب تک بکے جائیں بہت کچھ بک چکے
داستاں بھی ہو چکی سب ختم ہم بھی تھک چکے

حواشی

(۱) واجد علی شاہ جنت مکاں آخری تاجدار اودھ کا تخلص اختؔر تھا جو مٹیا برج کلکتے میں بعد زوال سلطنت مقیم ہوئے اور وہیں مرنے کے بعد دفن ہوئے۔
(۲) واجد علی شاہ کے عزاخانے کا نام قصر العزا ہے۔(۳) ٹیگور کلکتہ کے نامور شاعر۔(۴) رضا علی صاحب وحشتؔ شاعر (۵) حبل المتین، فارسی زبان کا اخبار
(۶) نصیر حسین صاحب خیالؔ مرحوم (۷) مولانا سید احمد صاحب علامۂ ہندی مجتہد جو نہایت روشن خیال اور ہمدرد شیعہ کانفرنس ہیں اور مضامین، تقریر، ڈیوپٹیشن، لے جانے اور دیگر طریقے سے برابر کانفرنس کی مدد فرماتے ہیں۔ (۸) جناب مفتی مولانا الطاف حسین صاحب سراج العلماء کلکتے کے مشہور عالم ہیں۔

صفیؔ مرحوم کے اس مسدس میں شیعیان بنگال ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کے شیعوں کے لئے سامانِ عبرت بھی ہے اور ضروری درس بھی ہیں۔ فارسی کا ضرب المثل مصرع ہے کہ ''اگر پدر نتواند پسر تمام کند، لہٰذا جو کام بزرگ حضرات نہیں کر سکے انھیں علماء وخطباء بنگال کو متحد ہوکر مومنین کی مدد سے کرنا چاہئے اور جن باتوں سے کل کے لوگوں کو نقصان ہوا ہے خصوصاً خودرائی ونااتفاقی ان سے حددرجہ بچنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ مرام ومقصد کے حصول میں پریشانی نہ ہو۔

دوسری دینی وملی کانفرنس یعنی اجلاس چہل ویکم ذاکرشام غریباں عمدۃ العلماء آیۃ اللہ سید کلب حسین طاب ثراہ کی صدارت اورفخرقوم کی سکریٹری شپ میں بتاریخ ۲۹ رجون ۱۹۵۷ء بمقام مسلم انسٹی ٹیوٹ، کلکتہ ہوئی، جس کے خطبہ صدارت استقبالیہ میں عالی جناب مرزا محمد بیگ صاحب فرماتے ہیں (جو ہفتہ وار ''سرفراز'' لکھنؤ کے کانفرنس نمبر ۱۷ رجولائی ۱۹۵۷ء مطابق ۱۸ رذی الحجہ ۱۳۷۶ھ کے صفحہ ۹ رتا ۱۱ رپر طبع ہے)

''جناب صدر، مندوبین محترم ودوستان عزیز: سلام علیکم:- اس عظیم شہر میں آپ کا قلبی خیر مقدم ہم لوگوں کے لئے ایک مسرت آمیز فریضہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسا فریضہ ہے جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ آپ نے ہماری ناچیز دعوت قبول فرمائی اور دور ونزدیک سے تشریف لائے تاکہ ان مسائل پر جن پر شیعوں کی روزمرہ زندگی اوران کے مستقبل کا دارومدار ہے، غور وخوض کریں اس مقصد کے لئے ہم لوگ ایک ایسے خطہ میں مجتمع ہوئے ہیں جس نے ایسی بزرگ ترین شخصیتیں پیدا کیں جن پر نہ صرف یہ شہر بلکہ دنیا نازاں ہے وہ لوگ جنھوں نے نہ صرف ہماری مادر وطن بلکہ دنیا کے علوم وفنون وتہذیب کی ترقی میں گراں بہا خدمات انجام دیں۔

برادران عزیز! ہمارے لئے یہ واقعہ اور بھی زیادہ باعث فخر ہے کہ وہ ہستیاں جنھوں نے سرزمین بنگال پر جنم لیا اور جنھوں نے تاریخ کے اوراق کو اپنے غیر معمولی کارناموں سے درخشاں کیا۔ شیعی عقائد سے تعلق رکھتے تھے بنگال کی تاریخ ان حضرات کی

مساعی جمیلہ کے تذکروں سے منور ہے شیعوں نے بنگال کی ثقافت کے ارتقاء میں ہوشربا کردار ادا کیا اس احسان کا اعتراف بنگال کے مورخین بڑی عزت اور تشکر سے کرتے ہیں۔

شیعہ اس مہمان نواز سرزمین پر آئے اور انھوں نے اسے اپنایا انھوں نے اسے اپنا سمجھا اور اس کے لئے مسلسل جدوجہد کی اور مصیبت جھیلیں تاکہ اس کی آزادی کی حفاظت کریں اور اس کو ہند کا مہذب اور متمدن ترین خطہ بنائیں۔ ان کی خدمات سیاست، قانون، فنون، ادب، شاعری، تجارت، صنعت، وحرفت اور کھیل وغیرہ میں بھی اظہر من الشمّس ہیں ان کے ناموں کا شمار حدامکان سے باہر ہے ان میں سے نمایاں ترین ہستیوں میں سراج الدولہ، حاجی محمد محسن، سید امیر علی، نواب بہادر آف مرشد آباد، نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی بیگ، نواب سید نصیر حسین خیالؔ، سر طارق امیر علی، پرنس غلام محمد شاہ فرزند ارجمند ٹیپو سلطان، پرنس اکرم حسین، ہزمجسٹی، واجد علی شاہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے، مرزا محمد اصفہانی، میر سید علی ہمایوں، نواب انس الدولہ، حاجی آغا محمد کربلائی، مرزا حاجی عبدالکریم شیرازی، شمس العلماء مولانا محمد حیدر صاحب، فتح علی، عبدعلی، سید علی قبلہ واعظ، مرزا مبشر علی اور نواب معین الدین حسین مرزا ہیں۔

سراج الدولہ کا نام صرف اہل بنگال ہی نہایت عزت واحترام سے نہیں لیتے بلکہ وہ تمام لوگ جن کو ہمارے ملک کی آزادی عزیز ہے ہمارے وطن کو برطانوی غلامی سے بچانے اور اس کی حریت کی بقاء کے لئے انھوں نے جس جانبازی سے مقابلہ کیا وہ ہماری مادر وطن کے مجاہدوں کے لئے مشعل ہدایت رہی ہے اور رہے گی۔ بنگال کے ہر گھر میں خواہ وہ ہندو کا ہو یا مسلمان کا، عیسائی کا ہو یا بودھ کا سراج الدولہ کی یاد محبت کے ساتھ باقی ہے۔ جنگ آزادی کے زبردست سپاہی نیتاجی سبھاش چندر بوس نے ان لڑائیوں سے ہی سبق لیا تھا جو کہ سراج الدولہ نے برطانویوں کے خلاف لڑی تھیں اور جن کی ثناوصفت سے تواریخ کے صفحات مزین ہیں یہ حقیقت ہے کہ سراج الدولہ شیعہ تھے۔ ہم شیعوں کے لئے باعث فخر ہے اور یہ واقعہ کہ سراج الدولہ بنگال میں پیدا ہوئے ہر بنگالی کے دل میں فخر کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

حاجی محمد محسن ان نادر ہستیوں میں سے ہیں جن کی فلاح عامہ اور قابل تقلید فیاضی کے لحاظ سے نظیر نہیں ملتی، ہوگلی کا محسنیہ کالج اور دیگر ادارے ان کی وسیع النظری اور دریادلی پر گواہ ہیں۔ ان کا شاندار اور سر بفلک امام باڑہ ہوگلی میں منارہ کا کام دیتا ہے۔ ہر طبقہ وہر مذہب وملت کے افراد حاجی محمد محسن کی فیاضانہ داد ودہش سے مستفیض ہوتے ہیں۔ لاکھوں طلباء ان کے مرہون منت ہیں۔

سید امیر علی کی شخصیت فرزندان بنگال میں عظیم ہے قانون وعلم وادب کی دنیا میں سیر امیر علی کے کارنامے نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ پہلے ہندوستانی تھے جن کو بنگال کا ایڈوکیٹ جنرل مقرر کیا گیا اور وہ پہلے ہندوستانی تھے جو پریوی کونسل کے ممبر منتخب ہوئے ان کی تصانیف ''محمڈن لا''، ''اسپرٹ آف اسلام'' اور ''اے شارٹ ہسٹری آف دی سارا سنز'' قانون اور علم وادب میں بیش بہا

اضافہ ہیں ان کے اعزاز میں کلکتہ کارپوریشن نے ایک شاہراہ کا نام ''سید امیر علی ایونیو'' رکھا ہے۔

نواب بہادر میر واصف علی میرزا کے سی وی او کے سی۔ایس۔آئی۔امیر الامراء آف مرشدآباد اور ان کے آباء واجداد نے بنگال کی سیاسیات میں اہم کردار ادا کیا۔وہ بنگال کے پہلے امیر ہونے کی حیثیت سے اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔

پرنس غلام محمد شاہ ایک لائق باپ کے لائق بیٹے جنھوں نے کلکتہ کے عوام کی فلاح وبہبود کے لئے خیراتی شفاخانے اور اوقاف قائم کئے اسپلنیڈ کے ایک سرے پر ان کی تعمیر کردہ خوبصورت مسجد ان کی یاد معدوم ہونے سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رکھے گی۔

پرنس اکرم حسین نے اپنی ساری زندگی آئین ساز اداروں کے لئے وقف کردی جس کے صلہ میں ان کو بنگال کی مجلس عاملہ کا رکن بنایا گیا۔انھیں شریف آف کلکتہ مقرر کیا گیا اور دیگر ذمہ دار اعزازی عہدے بھی پیش کئے گئے یہ بہت سی ہستیوں میں سے وہ چند ہستیاں ہیں جنھوں نے بنگال کی خدمت میں بڑی زبردست قربانیاں پیش کیں اور اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ اہل بنگال کے دلوں میں ان کی یاد ہمیشہ برقرار رہے گی۔

برادران محترم! میں اس عظیم الشان شہر میں اپ کا تہہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔یہ شہر ایک اہم ریاست کا دارالحکومت ہے جس کی تاریخ پرشوکت واقعات سے لبریز ہے اور جس کی ترقی میں شیعوں نے بڑی وفاداری،خلوص اور سخاوت کا مظاہرہ کیا ہے اس موقعہ پر اپنی طرف سے اور استقبالیہ کمیٹی کے ارکان کی طرف سے آپ حضرات کا پرجوش خیر مقدم کرتا ہوں اور اس کے لئے مشکور ہوں کہ آپ حضرات نے آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اکتالیسویں اجلاس منعقدہ کلکتہ میں شرکت کی زحمت گوارا فرمائی۔

ہندوستان اور خاص طور سے بنگال کی تقسیم کے باوجود کلکتہ کو اب بھی ہندوستان کے شہروں میں مخصوص اور واحد مقام حاصل ہے۔ کلکتہ اب بھی تجارت وکاروبار کا اہم ترین مرکز ہے کلکتہ کا فضائی مستقر دنیا کے مصروف ترین اور بین الاقوامی مستقروں میں سے ہے۔

بنگال کی تقسیم نے شیعوں کے اقتصادی حالات پر بہت برا اثر ڈالا ان کے اوقاف کو اس تقسیم سے کافی نقصان پہنچا ہے شیعوں کی کثیر تعداد کلکتہ اور ریاست مغربی بنگال کے دوسرے حصوں میں سکونت پذیر ہے اس میں شبہ نہیں کہ اس ریاست کی آبادی میں شیعہ ایک اہم جزو کی حیثیت سے ہیں اور بنگال کی زندگی میں ایک اہم عنصر ہونے کی حیثیت سے شیعہ یہاں کی تجارت،کاربار اور صنعت وحرفت اور سیاست میں ایک خاص اثر رکھتے ہیں۔ان تمام اسباب کے پیش نظر اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ کلکتہ میں آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اجلاس منعقد کرایا جائے ہم شیعیان مغربی بنگال بہت مسرور ہیں کہ کلکتہ میں اجلاس چہل ویکم کے انعقاد کی دعوت قبول کی گئی اور آپ حضرات اس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ساتھ ہی ہم اس ذرہ نوازی کے لئے آپ کا بصدق دل شکریہ ادا کرتے ہیں۔

معزز حضرات! مغربی بنگال کے شیعوں کے سامنے اس وقت مختلف النوع مسائل ہیں میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں ان پیچیدہ مسائل پر بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں غور کرنا ہے موجودہ حالات سے کنارہ کش ہوکر اپنے ہی زاویہ نظر

سے ان مسائل پر غور کرنا ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند نہ ہوگا۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے انتالیسویں اجلاس ۱۹۵۴ء منعقدہ دہلی میں صدر اجلاس نواب زین یار جنگ بہادر نے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا کہ ہمارے مسائل خواہ وہ ہمارے لئے کتنے ہی عظیم اور پیچیدہ کیوں نہ ہوں صرف ہمارے مسائل نہیں وہ ان عظیم ترین مسئلوں کا ایک جزو ہیں جن سے آج کل ہمارا ملک دوچار ہے۔ اگر ہم ان گتھیوں کو الگ تھلگ ہو کر سلجھانے کی کوشش کریں گے تو ہمارا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا اور ہمیں ناکامی ومحرومی کا منھ دیکھنا پڑے گا۔ نواب زین یار جنگ کا یہ مشورہ نہایت دانشمندانہ تھا وہ تمام حضرات جن کا نصب العین شیعہ عوام کی فلاح وبہتری ہے نواب صاحب کے اس مشورے سے بلا پس وپیش اتفاق کریں گے۔

یہ بات ہمارے لئے انتہائی تسکین بخش اور قابل فخر ہے کہ شیعوں نے بڑی استقامت اور پامردی کے ساتھ وطن پرستی کا مظاہرہ کیا۔ ہماری تنظیم جسے ہم آل انڈیا شیعہ کانفرنس کہتے ہیں ایک قابل فخر معیار کی حامل ہے اس نے شیعوں کو ہمیشہ حمیت قومی کی راہوں پر گامزن رکھا ہے اور ہم کو مادر وطن کی خدمات کی طرف سے بے نیاز ہونے سے بچایا ہے ہمیں اپنے مخصوص مسائل پر غور کرتے وقت اس بات کی طرف پورا پورا دھیان رکھنا ہے کہ ہماری بہودی ملک کی فلاح سے ناگزیر طور پر منسلک ہے اور اس راستے سے ذرا بھی انحراف کرنا ہمارے لئے باعث مایوسی وخود فریبی ہوگا۔

معزز حاضرین! ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آج کل ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جو ہر لحہ تغیرات سے دوچار ہے۔ ہندوستان متواتر ترقی کے منازل طے کر رہا ہے اور دوسری قومیں اس راہ پر گامزن ہو چکی ہیں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم کسی طرح پیچھے نہ رہ جائیں حکومت ہند اور اس کے عوام نے عہد کیا ہے کہ وہ ہندوستان میں ایک سوشلسٹ طرز کا معاشرہ قائم کریں گے۔ ہمیں اپنے مسائل پر انھیں بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں غور کرنا ہے۔ ہمیں جہد مسلسل اور کاوش پیہم سے کام لینا ہے تاکہ ہماری سماجی درماندگی، اقتصادی بدحالی وتعلیمی پسماندگی دور ہو جائے۔ ہمیں ان تمام سماجی رسوم وقیود کو خیرباد کہنا ہے جو ہمارے مذہب اور عقیدے سے مطابقت نہیں رکھتے اور جو عصر حاضر کے موافق نہیں ہیں ہمیں اپنی جماعت کو دوسرے ترقی یافتہ طبقوں کی سطح پر لانا ہے۔

اس صورت حال پر غور کرنے میں ہمیں چند تلخ حقیقتوں کا مقابلہ بھی پامردی سے کرنا ہوگا اور اس کے بعد ہی یہ ممکن ہے کہ ہم اس مرض کی تشخیص کر سکیں جو ہمارے سماج کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے۔

سب سے پہلے میرے ذہن میں جو بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم تعلیمی اعتبار سے بہت ہی پسماندہ ہیں اور اس معاملہ میں ہم لوگ خاطر خواہ اقدام نہیں کر رہے ہیں حالانکہ مجموعی طور سے یہ بھی سارے ملک کے تعلیمی مسائل سے متعلق ہے اس کے باوجود بہت کچھ ذمہ داریاں ہمارے اوپر بھی عائد ہوتی ہیں ہمیں اس کے لئے ایسے وسائل وذرائع تلاش کرنے ہوں گے۔ جن کی مدد سے ہم اپنے بچوں اور نوجوانوں کو اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دے سکیں۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہم کو ایک منظم فنڈ کی اشد ضرورت ہے موجودہ تعلیمی تصور بھی متبدل ہو چکا ہے اور ہم کو اس پر غور کرنا ہوگا کہ ہمارے

بچے اور نوجوان اس بدلے ہوئے تعلیمی تصور کے مطابق تعلیم حاصل کریں۔

مسئلہ بے روزگاری اپنی دہشتناکیوں کے ساتھ ہمارے سماجی نظام کو درہم وبرہم کررہا ہے پھر یہ ذہن نشین کردینا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ بھی سارے ملک سے تعلق رکھتا ہے مگر اس معاملہ میں بھی ہماری جماعت کو اپنے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے جو وہ کرسکتی ہے۔ ہمارے تجار اور سرمایہ داروں کو چاہئے کہ ہمارے نوجوانوں کے لئے مواقع فراہم کریں۔ میں یہ مشورہ دوں گا کہ امداد باہمی کی بنیاد پر چند صنعتیں کھولی جائیں اور اس طرح ہمارے بے روزگار نوجوانوں کو کام سے لگایا جائے۔

ہمیں تعلیم نسواں پر بھی خاطر خواہ توجہ دینی ہوگی۔ اس لحاظ سے کہ شیعہ طبقہ بہت ہی پسماندہ جماعتوں میں سے ہے۔ ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ'' اور اسی طرح حصول تعلیم وتربیت مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی فریضہ ہے۔ ایسا سماج جو اپنی عورتوں کو تعلیم سے بے بہرہ رکھتا ہے اس کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو خود ہی اپنا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے۔ ایسے سماج کی ترقی مشکل ہی نہیں بلکہ قریب قریب ناممکن ہے اس لئے میں تجویز کروں گا کہ یہ جلسہ شیعہ عورتوں کی تعلیم کے سلسلے میں ایک تعمیری منصوبہ کی تشکیل کرے۔

مزید ہم لوگوں کو اپنے ایتام کی پرورش وپرداخت بھی کرنی ہے ہمیں جہاں تک ہوسکے یتیم خانے قائم کرنے چاہئیں ہمارے لئے کوئی لڑکیوں کا یتیم خانہ نہیں ہے یہی وہ وقت ہے کہ کلکتہ میں لڑکیوں کے یتیم خانے کے قیام کی ہر ممکن کوشش عمل میں لائی جائے۔

حضرات! مغربی بنگال کے شیعوں کے مسائل پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ مسائل تمام ہندوستان کے شیعوں کے سامنے ہیں جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ شیعوں کے مسائل کو قومی مسائل سمجھتے ہوئے ان کا حل تلاش کریں ہر وہ مسئلہ جو شیعیان مغربی بنگال پر اثر انداز ہے وہ تمام شیعیان ہند کے لئے یکساں اثر رکھتا ہے۔

قبل اس کے کہ میں اپنا بیان ختم کروں میں آپ حضرات کی توجہ مزید دو نکات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جن کو میں شیعوں کی بہتری کے لئے ضروری سمجھتا ہوں جن میں پہلا سوال ہمارے اوقاف کا ہے میری یہ ناچیز تجویز ہے کہ شیعہ اوقاف کو عام اوقاف سے علٰحدہ کردیا جائے ایسا عمل انتظام کی بہتری اور افادیت دونوں ہی نقطہ نظر سے ضروری ہے میں یہ تجویز کروں گا کہ یہ کانفرنس اس مسئلہ پر مخصوص طریقے سے غور وخوض کرکے ایک نتیجہ پر پہنچے۔ دوسرا سوال شیعوں کو مذہبی تعلیم دینے کا ہے ہمارے لئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے کوئی ادارہ نہیں ہے مذہبی تعلیم بچوں کی تعلیم کا ایک لازمی جز ہونا چاہئے یہ وہ وسیلہ ہے جو انسان کو اخلاقی اور روحانی بلندیوں تک پہنچاتا ہے میری یہ تجویز ہے کہ یہ کانفرنس کچھ ٹھوس اقدام کرے تاکہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس سے شیعوں کی مذہبی ضروریات پوری ہوسکیں اور جو موجودہ سائنس کے دور میں ہماری مذہبی بنیادوں اور عقائد کی حفاظت کرسکے۔

دوستانِ عزیز! ہم ہر لحہ ایک عالم تغیرات سے گزر رہے ہیں ہمیں کمر بستہ ہوکر میدان عمل میں آجانا چاہئے محض تقریریں کام نہیں آسکتیں، فصاحت وبلاغت کے مظاہروں میں تضییع اوقات کرنے کے بجائے ہمیں اپنے بلند خیالات کو جامۂ عمل پہنانے کا

تہیہ کر لینا چاہئے۔ آیئے ہم اور آپ اپنے اختلافات کو ختم کر کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو از سر نو جوڑ دیں، آیئے ہم اپنے مقدس نبیؐ، حضرت علیؑ اور حضرت امام حسینؑ کے نام پر متحد ہو جائیں جو کہ اخوت و اتحاد کی زندہ مثال ہیں۔ آیئے میدان عمل میں قدم بڑھائیں۔''

بیگ صاحب کے خطبۂ صدارت استقبالیہ سے علماء و مومنینِ بنگال خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ان کی کون کون سی ضرورتیں پوری ہو چکی ہیں اور کتنے مسائل کے حل کے لئے غور و خوض کر کے عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے، امید ہے کہ یہ مضمون جہاں معلومات میں اضافہ کا سبب بنے گا وہیں سبق لینے کا ذریعہ بھی ثابت ہوگا۔

اسی اجلاس میں جناب ناوک لکھنوی نے اپنی ''اتحاد و اتفاق'' سے متعلق نظم پڑھی جس کے چند بند حاضر ہیں:

اے مسلمانو! دیا تم نے پیام اتحاد — تم نے دنیا کو سکھایا احترامِ اتحاد
خود مٹائے دیتے ہو کیوں آج نام اتحاد — اب بھی ہے موقع کہ پی لو بڑھ کے جام اتحاد
قوم کی ہر فرد سے انس و محبت چاہئے
اپنے تو اپنے ہیں غیروں سے مُروّت چاہئے

کل تمہاری مدح کرنے میں جو تھے رطب اللساں — آج انھیں اقوام کی اٹھتی ہیں تم پر انگلیاں
کوئی بھی سنتا نہیں رنج و الم کی داستاں — ہم نے مانا ہو رہے ہو مبتلائے امتحاں
امتحاں آساں ہے دکھ سہنے کی ہمت شرط ہے
ہمت دل کے لئے خوئے محبت شرط ہے

بدلو گر اپنی روش تم چھوڑ دو خوے نفاق — گردش افلاک بدلے، بدلے دنیا کا سیاق
صبح امید مسرت سے دبے شام فراق — قسمتیں بدلیں اگر ہو جائے پیدا اتفاق
ربط گل سے رنگ و بو کے چھوٹتے دیکھے نہیں
متحد رشتے رسن کے ٹوٹتے دیکھے نہیں

حائل راہ ترقی ہوگئے بغض و حسد — باپ سے بیٹے کو ضد ہے بھائی سے بھائی کو کد
ایک دل ہو کر تو دیکھو سب بلائیں ہوں گی رد — کیوں سہارا غیر کا لو خود کرو اپنی مدد
مَے اخوّت کی پیو اور بے خودی کو چھوڑ دو
شیشۂ نخوت کو پتھر پر پٹک کر توڑ دو

جو عداوت سے تمہیں حاصل ہوا ہو وہ بتاؤ — بس یہی سیکھا کہ اپنے ہاتھوں اپنے کو مٹاؤ
دشمنی اپنوں سے کیسی غصّہ تھوکو بھول جاؤ — غیظ سے بگڑی ہوئی صورت میں پیدا ہو بناؤ

جوش خون شوق سے اک لَون تازہ چاہیئے
قوم کے چہرے پہ اب الفت کا غازہ چاہیئے

خلق و ایثار و کرم کے گر سہارے ہوگئے　　یہ سمجھ لو پھر تو بیگانے ہمارے ہوگئے
کامیابِ مدعا قسمت کے مارے ہوگئے　　جو نہ ڈوبیں دن میں وہ روشن ستارے ہوگئے

تم ہی کہہ دو عہد رفتہ کا کہاں تک غم کریں
اپنی بربادی کا آخر تابہ کے ماتم کریں

خوش دلی کے ساتھ بس دنیا میں جینا سیکھ لو　　بیٹھ کر ہم مشربوں میں مل کے پینا سیکھ لو
چاک پیراہن کو اپنے خود ہی سینا سیکھ لو　　ہو اگر انساں تو انساں کا قرینہ سیکھ لو

اہل بینش ہوش کی حد سے گزر جاتے نہیں
جو ہیں صابر وہ کبھی ایذا سے گھبراتے نہیں

اس ادارے کی غرض کیا ہے رہے اس کا خیال　　اس طرح سینچو کہ ہو سرسبز یہ کہنہ نہال
گر نہ خدمت کی تو پھر رہ جائے گا اس کا ملال　　لو خبر اپنے یتیموں کی بہت ہیں خستہ حال

جنس الفت مول لو، بے دام کا سودا ہے یہ
نفع ہے دونوں جہاں میں، کام کا سودا ہے یہ

ملّت بیضا کا ہے آفاق میں روشن مقام　　خلق احمدؐ میں نہاں ہے زندگانی کا نظام
ہوگئی تھی ساری دنیا چار باتوں میں غلام　　واسطے سے ہے انھیں باتوں کے ناوک کا پیام

دل سے ہوکر متحد یوں زور طوفاں ڈھایئے
کشتی دوراں کے پھر سے ناخدا بن جایئے

بنگال میں علماء اوران کے خدمات

بنگال میں سلسلہ علماء کی جس پہلی اہم کڑی کا پتہ چلتا ہے وہ ہیں مجدد الشریعت محیی الملت آیۃ اللہ العظمیٰ سید دلدار علی غفرانمآبؒ کے شاگرد رشید مولانا سید محمد طاب ثراہ۔ مولانا سید محمد ایک عالم جلیل ہونے کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی کے ادیب وشاعر بھی تھے، موصوف کو حضرت غفران مآبؒ نے اجازہ دے کر چند علمی احباب کے ساتھ بنگال کی تبلیغ کے لئے مقرر فرمایا تھا اور پھر آپ نے اپنے استاد کے بھروسے کی لاج بھی رکھ لی۔ ہگلی کو اپنا مستقر اور تبلیغ دین کا مرکز قرار دے کر پورے بنگال میں نشر علوم

محمدؐ وآل محمدؐ کا کام انجام دیا اور سچ یہی ہے کہ بنگال میں شیعیت کو صحیح صورت میں آپ ہی نے پیش کیا۔

سلسلہ علماء میں دوسری مرکزی شخصیت قائمۃ الدین آیۃ اللہ مولانا مرزا محمد علی صاحب قبلہ لکھنوی کی ہے۔ موصوف اعلم عالم، قبلہ و کعبہ سید العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید حسین علیین مکانؒ ابن حضرت غفران مآبؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور سید العلماء وسلطان العلماء نیز ممتاز العلماء تینوں ہی سے آپ کو اجازات اجتہاد حاصل تھے۔ جب بادشاہ اودھ نواب واجد علی شاہ کلکتہ گئے تو قائمۃ الدین کو بحیثیت فقیہ اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ نے وہاں درس وتدریس اور قضاوت وافتاء کے فرائض ساری زندگی انجام دیئے آخر کار مٹیابرج کلکتہ ہی میں انتقال فرمایا۔ مرحوم کے بعد ان کے فرزند صالح مولانا مرزا محمد تقی دینی مسند پر متمکن ہوئے اور انھیں نواب نے ''معیار العلماء'' کا خطاب دیا اور معیار العلماء ہی کے فرزند سراج العلماء مولانا الطاف حسین صاحب طاب ثراہ تھے، موصوف نے بھی بنگال میں مذہبی وملی بہت سی خدمتیں انجام دیں ہیں۔

مرشد آباد میں بھی علماء کا سلسلہ رہا ہے لیکن وہاں جس ذات پر تاریخ کے مسافر کی فوراً نظر پڑتی ہے وہ ہیں مرجع اعظم ہند آیۃ اللہ العظمیٰ سید مصطفی میر آغا کے فرزند ارجمند عمدۃ الذاکرین انتخاب العلماء مولانا سید محمد ہادی صاحب قبلہ جو ہائی پریسٹ کی حیثیت سے مرشد آباد میں رہے۔

مجلس شام غریباں دنیا کی تاریخ میں پہلی بار حسینیۂ حضرت غفران مآبؒ میں ۱۹۲۹ء میں ہوئی جس کے پہلے ذاکر انتخاب العلماء ہی ہیں دوسرے سال یعنی ۱۹۳۰ء سے موصوف کے بھانجے عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ نے پڑھنی شروع کی۔

انتخاب العلماء اپنے عہد میں صف اول کے ذاکروں میں تھے۔ ساری زندگی تحقیق وتصنیف نیز تبلیغ میں بسر کی، عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شاعری فرماتے تھے۔

لیکن بنگال کی شیعی تاریخ شاہد ہے کہ بنگال میں زندگی بسر کرنے والے فقہاء وعلماء میں تحقیق وتصنیف کی دنیا میں جو ذات سورج کی مانند تاباں رہی اس کا نام ہے سید احمد نقوی جنھیں ہندوستان میں حکیم الامت اور دوسرے ممالک میں علامۂ ہندی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

علامۂ ہندی نے عربی، فارسی اور اردو میں سو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور زندگی کا بیشتر حصہ آپ نے علمی خدمات کے علاوہ ملی مجاہدات میں گذارا۔

ہگلی میں مولانا سید کرامت علی صاحب جونپوری متولی وقف محسنیہ اور خان بہادر ڈاکٹر مولانا سید اعجاز حسین صاحب مظفر پوری (پی۔ ایچ۔ ڈی۔) متولی وقف محسنیہ بھی لائق ذکر ہیں۔ اسی طرح صوبۂ بنگال کے اور بھی علماء ہیں جن کی حیات اور کارناموں پر باضابطہ طور پر تحقیقی مواد آئندہ سال کے شمارہ میں یا جب بنگال میں شیعیت کی تاریخ پر کام ہوگا تو پیش کئے جائیں گے۔

لائق ہزار تحسین ہیں ''فلاح فاؤنڈیشن'' مغربی بنگال کے ارکان جنھوں نے اپنی ''اتحاد اسلامی کانفرنس'' کے موقع پر ایک معلوماتی لیکن مختصر سا کتابچہ شائع کر کے تقسیم کرنے کا فیصلہ لیا ہے۔ اس کتابچہ سے کم سے کم قارئین کو اجمالی طور پر سہی لیکن معلومات فراہم ہوجائیں گی۔

صاحبان کمال کو نا قدریوں کی اکثر شکایتیں رہی ہیں، شکایات کی مثالیں اردو نثر و نظم میں بھری پڑی ہیں۔ نمونے کی صورت میں دو شعر پیش ہیں مولانا عزیز لکھنوی فرماتے ہیں

اس قوم سے پڑا ہے مجھے سابقہ جہاں
دستورِ اعترافِ کمالات ہی نہیں

اور شوق بہرائچی مرحوم کہتے ہیں کہ

یہاں ہر اہل فن کی قدر بعد از مرگ ہوتی ہے
یہاں ہر ایک دعویٰ خارج المیعاد ہوتا ہے

لیکن لائق ہزار تبریک ہیں اراکین فلاح فاؤنڈیشن کہ جنھوں نے جذبۂ احسان شناسی و احترام بزرگان کے تحت ایسا رویہ اپنایا ہے کہ سماج میں دستور اعتراف کمالات کا چلن ہوجائے چنانچہ ''اتحاد اسلامی کانفرنس'' میں مغربی بنگال کے قوم و مذہب کی خدمت کرنے والے پانچ علماء کے اعزاز و اکرام کے لئے ایک بہتر قدم اٹھانے کا فیصلہ لیا گیا ہے اور وہ علماء معززین ہوں گے حجۃ الاسلام مولانا شیخ غلام السیدین نجفی صاحب امام جمعہ و جماعت آئرن گیٹ، حجۃ الاسلام ڈاکٹر مولانا محسن رضا عابدی صاحب عمیدِ حوزۂ علمیہ اہلبیتؑ ہگلی، مولانا صادق حسن رضوی صاحب امام جمعہ و جماعت مرشدآباد، مبلغ روشن خیال مولانا روشن علی زیدی صاحب اور مولانا حیدر علی صاحب مصنف کتب متعددہ اور ایسے موقع پر شوقؔ مرحوم کا مصرعہ ذرا تحریف کے ساتھ پڑھتے ہوئے اچھا لگے گا کہ

؎ یہاں ارباب فن کی زندگی میں قدر ہوتی ہے

فلاح فاؤنڈیشن کے اقبال مند و بلند اقبال صدر مولانا سید اقبال حسین جعفری صاحب نے اگر چہ بندہ کو کانفرنس میں مدعو نہیں کیا پھر بھی وہ تشکر و سپاس کے مستحق ہیں اور شکریہ اس بات کا کہ تحریر ہی کی صورت میں سہی انھوں نے بندہ کو کانفرنس تک پہنچا دیا۔

گدائے درِ اہلبیتؑ
مصطفیٰ حسین نقوی اسیفؔ جائسی

مطبوعات مؤسسۂ نور ہدایت

(۱) امام زین العابدینؑ کی زندگی (ایک تحقیقی مطالعہ) ترجمۂ تصنیف رہبر انقلاب اسلامی آیۃ اللہ سید علی خامنہ ای مدظلہ مطبوعہ ۲۷؍رجب ۱۴۲۴؁ھ مطابق ۲۵؍ستمبر ۲۰۰۳؁ء (قیمت: ۳۵ روپئے)

(۲) تصوّر مہدیؑ ترجمۂ تصنیف آیۃ اللہ شہید السید باقر الصدرؒ مطبوعہ ۳؍شعبان ۱۴۲۴؁ھ مطابق ۳۰؍ستمبر ۲۰۰۳؁ء (قیمت: ۲۵ روپئے)

(۳) نشان راہ (ہندی) ترجمہ مقالات مجاہد ملت مولانا سید حسن ظفر نقوی کراچی مطبوعہ جون ۲۰۰۵ء (قیمت: ۴۵ روپئے)

(۴) گلکدۂ مناقب (کلام خطیب اعظم فاطرؔ جائسی، علامہ گہرؔ جائسی وحسان الہند مولانا کاملؔ جائسی) مرتبہ مولوی حیدر علی مطبوعہ جولائی ۲۰۰۵؁ء مطابق جمادی الثانی ۱۴۲۶؁ھ (دوسرے ایڈیشن کا انتظار کیجئے)

(۵) علمدار کربلا (ہندی) تصنیف جناب شکیل حسن شمسی صاحب لکھنوی مطبوعہ اگست ۲۰۰۵؁ء (دوسرے ایڈیشن کا انتظار کیجئے)

(۶) انسان اعظم تصنیف حکیم الامت آیۃ اللہ سید احمد صاحب قبلہ، مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۶؁ء (قیمت: ۱۰۰ روپئے)

(۷) امیر مختارؒ تصنیف مولانا حسن ظفر نقوی پاکستان، مطبوعہ جنوری ۲۰۰۷؁ء (قیمت: ۱۲۰ روپئے)

(۸) ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ اور وصیت نامہ حضرت غفران مآبؒ مطبوعہ نومبر ۲۰۰۶؁ء (قیمت: ۳۰ روپئے)

(۹) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ اول مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۲؁ء مطابق ۱۴۲۳؁ھ (دوسرے ایڈیشن کا انتظار کیجئے)

(۱۰) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ دوم مطبوعہ فروری ۲۰۰۴؁ء مطابق محرم ۱۴۲۵؁ھ (قیمت: ۳۰ روپئے)

(۱۱) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ سوم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۴؁ء مطابق شوال ۱۴۲۵؁ھ (قیمت: ۳۰ روپئے)

(۱۲) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ چہارم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۵؁ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۲۶؁ھ (قیمت: ۳۰ روپئے)

(۱۳) تذکرۂ علماء وفقہاء خاندان اجتہاد حصہ پنجم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۶؁ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۲۷؁ھ (قیمت: ۳۰ روپئے)

امام باڑہ غفران مآب علیہ الرحمہ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک، لکھنؤ-۳
فون: 09335276180/0522-2252230
Website: www.noorehidayat.com E-mail: noorehidayat@noorehidayat.com

ضرورت واہمیت اتحاد

بنت زہرا نقوی ندویؔ الہندی، معلمہ مکتبۃ الزہرا، جوہری محلہ لکھنؤ

اتحاد ہی سے ملت کا وجود ہے اگر اتحاد کی جگہ نا اتفاقی آجائے تو فنا وعدم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ سورۂ آل عمران میں خداوند عالم نے اپنے بندوں کو مرکز ہدایت سے اٹوٹ رشتہ رکھنے کا، فرقہ وارانہ برائی سے دور رہنے کا اور آپس میں تالیف قلوب یعنی پیار، محبت اور بھائی چارگی کا حکم دیا ہے۔

توحید پرستی کا درس دینے والے انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً مرسل اعظمؐ نے اتحاد کے لئے اپنے قول وعمل سے حد درجہ تاکید فرمائی ہے یا یوں لکھوں کہ افتراق ونا اتفاقی سے پرہیز پر بہت زور دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فرزندان توحید کا سب سے قیمتی سرمایہ اتحاد ہے۔

رسولؐ اکرم کا فرمان ہے کہ ''مومنین کے بیچ محبت وخلوص کی مثال جسم جیسی ہے جس کے کسی ایک عضو کی تکلیف سے سارا جسم متاثر ہوجاتا ہے''

امیر المومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''کس قدر حیرت ہے، خدا کی قسم سخت حیرت ہے کہ باطل کے گرد کتنے دشمن اسلام جمع ہورہے ہیں جو تمہیں حق سے منحرف کرتے ہوئے باہمی اتحاد سے کوسوں دور لئے جارہے ہیں جب کہ حق تمہارے درمیان موجود ہے اور راہ حق سے لوگوں کا انحراف میرے لئے سوہان روح ہے۔

پوری دنیا میں اتحاد اسلامی کے علمبردار آیۃ اللہ العظمیٰ السید روح اللہ الموسوی الخمینیؒ نے فرمایا کہ قرآن نے تفرقہ پردازی سے روکا ہے اور اجتماع کا حکم دیا ہے۔ ہمارا لائحہ عمل وہی دین اسلام کا لائحہ عمل ہے یعنی مسلمانوں کے بیچ اتحاد کا قیام اسی طرح ممالک اسلامیہ کے درمیان اتفاق ویکجہتی کی فضا ساز گار کرنا نیز دنیا کے تمام اسلامی فرقوں کے بیچ اخوت ومحبت پیدا کرنا اور اسرائیل بلکہ تمام استکباری سلطنتوں کے مقابلہ میں جملہ اسلامی حکومتوں کو متحد کرنا۔

اردو زبان میں انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد وحدت اسلامی یا اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر تو بہت سی کتابیں شائع ہوئیں مگر اس سے پہلے شاید چند ہی افراد ہیں جو اس اہم نکتے کی طرف متوجہ ہوئے، شعراء میں شاعر مشرق ڈاکٹر شیخ محمد اقبالؔ، لسان القوم مولانا سید نقی علی صفیؔ لکھنوی، مصلح امت اکبرؔ الہ آبادی، علامہ نجم آفندی، شاعر آل محمد سید نواب افسرؔ لکھنوی وغیرہم اور علماء میں خاندان اجتہاد، حضرت غفران مآبؒ سے لے کر اب تک ہندوستان میں اتحاد اسلامی کا سب سے بڑا داعی رہا ہے اور اس کار اہم میں خانوادۂ فرنگی محل نے خوب خوب معاونت فرمائی اور اگر ثبوت چاہئے ہے تو آپ کتنجانے کھنگال ڈالیں دیکھیں انقلاب

اسلامی ایران سے پہلے آپ کو اتحاد اسلامی یا اتحاد بین المسلمین پر کوئی کتاب دستیاب ہوتی ہے ہاں اگر ملے گی تو سرکار سید العلماء طاب ثراہ کی کتاب ''اتحاد بین المسلمین'' دردمند دلوں کی آواز۔ ہاں اس خانوادے کے خلف تلامذہ نے بھی زبان وقلم سے اپنے اساتذہ کی تقلید میں اس کارخیر میں ضرور حصہ لیا ہے اردو زبان میں کتابی صورت میں سید العلماء کے شاگرد رشید علامہ سید محمد بشیر فاتح ٹیکسلا نے دو جلدوں میں ''اتحاد الفریقین'' تصنیف فرمائی جو امامیہ مشن لکھنؤ ہند اور امامیہ مشن لاہور پاکستان سے شائع ہوئی نیز سید العلماء کی کتاب ''لاتفسد وافی الارض'' (مجموعۂ تقاریر، مطبوعہ ہندو پاک) جذبہ اتحاد ہی کی عکاس ہے۔

رہی بات اردو نظم میں اتحاد پر لٹریچر کی تو اس عنوان کو لے کر کوئی مجموعہ نظر سے نہیں گذرا لیکن جن شعراء نے اس نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے ان میں سے زیادہ تر کے نام سابق میں مذکور ہو چکے ہیں۔

قارئین کرام کی خدمت میں وحدت اسلامی، ربط ملت اور اتحاد بین المسلمین اور نا اتفاقی کے نقصانات کے سلسلے میں چند شعراء کے اشعار پیش ہیں۔ پڑھنے والے جن سے ضرور کچھ نہ کچھ درس لیں گے۔

(شاعر مشرق علامہ اقبالؔ)

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

آبرو باقی تری ملت کی جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی دنیا میں رسوا تو ہوا

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ربط وضبط ملت بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصار دیں میں ہو
ملک ودولت ہے فقط حفظ حرم کا اک ثمر

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

جو کرے گا امتیاز رنگ وخوں مٹ جائے گا
ترک خُر گاہی ہو یا اعرابی والا گہر

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہوگئی
اڑ گیا دنیا سے تو مانند خاک رہگذر

پانی بھی مسخر ہے ہوا بھی ہے مسخر
کیا ہو جو نگاہِ فلک پیر بدل جائے

دیکھا ہے ملوکیت افرنگ نے جو خواب
ممکن ہے کہ اس خواب کی تعبیر بدل جائے

طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

عرب کے سوز میں ساز عجم ہے
حرم کا راز توحید امم ہے

لسان القوم مولانا صفیؔ لکھنوی

مضر ہے مضر ہے ہوائے تخالف
یہ شہر اور اس میں وبائے تخالف

تمدن پہ آفت نہ لائے تخالف
مٹا دو، مٹا دو بنائے تخالف

یہ کیا کر رہے ہو؟ یہ کیا ہو رہا ہے؟
جہالت کی آخر کوئی انتہا ہے؟

وہ اخلاق کا ایک سرسبز پودا
لگایا ہوا خاتمؐ الانبیا کا

پھپک کر جو روئے زمیں پر ہے چھایا
جسے دین اسلام کہتی ہے دنیا

تم اس نخل کی حیف جڑ کاٹتے ہو
تعلق ہے جس سے وہ لڑ کاٹتے ہو

لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی عزیزؔ

آئینے چاروں طرف لیکن مقابل ایک ہے
راستے ہر سمت لیکن حدِ منزل ایک ہے

محفلیں کثرت سے لیکن میرِ محفل ایک ہے
گرمئ ہنگامہ افروزی کا حاصل ایک ہے

اک تجلی ہے فقط کثرت میں وحدت آفریں
ہر طرف ہے جلوہ گر وہ شاہدِ تنہا نشیں

مدعا مذہب کا ہے اس خالقِ یکتا کی یاد
مذہبی تعلیم سکھلاتی نہیں ہم کو فساد

قومیت کا بیخ کن ہے باہمی بغض وعناد
اتحاد الاتحاد الاتحاد الاتحاد

زندگی کے دن گزارو صلح کن تدبیر سے
اور سبق لو اپنے قصرِ جسم کی تعمیر سے

اتحاد باہمی دیتا ہے ہم کو یہ پیام
چار دیوارِ عناصر سے ہے قائم یہ نظام

ہو گئے اضداد باہم جب ہوا یہ انتظام
قصرِ تن کی یہ عمارت ورنہ رہتی ناتمام

چاہئے ہے ہم کو نیک و بد میں اپنے کچھ تمیز
دور کیوں جائیں سبق لیں اپنی ہستی سے عزیزؔ

علامہ نجمؔ آفندی

ملت کے تفرقہ کا نہ سامان کیجئے
قرآن کے ورق نہ پریشان کیجئے

تاریکیاں ہیں ملت بیضا کی تاک میں
کچھ قوم کی حیات کا سامان کیجئے

جاں دی تھی اتحاد کی خاطر حسینؑ نے
پورا شہید ظلم کا ارمان کیجئے

سرکارؐ دو جہاں کی محبت کے نام پر
آپس کے اختلاف کو قربان کیجئے

مرکز بنا کے آج حسینی نشان کو
دنیا میں اتحاد کا اعلان کیجئے

تاریخ ہے گواہ کہ ہر ایک دور میں
کیا متحد رہے ہیں غلامان اہلبیتؑ

کیوں آج ہوں نہ شاد عدو اہلبیتؑ کے
آپس میں لڑ رہے ہیں ثنا خوان اہلبیتؑ
قربان کررہے ہیں وہ اغراض پر اصول
کل تک تھے جان ودل سے جو قربان اہلبیتؑ
غیرت نہ آئے گی جو کسی نے کیا سوال
ہوتے ہیں ایسے تابع فرمان اہلبیتؑ

شاعر آل محمدؐ نواب افسرؔ لکھنوی

مضمحل قوت پرواز ہوئی جاتی ہے
جہد ہستی نظرانداز ہوئی جاتی ہے
اختلافات کے اس شور میں سنتے نہیں ہم
زندگی دور کی آواز ہوئی جاتی ہے

انیس العصر سید ابن الحسین مہدی نظمیؔ

حسینؑ کہتے ہیں جس کو وہ ایک ذات نہیں
وہ کائنات الٰہی ہے آدمی کے لئے
علم نشان تمنا ہے امن عالم کا
ضریح نقش محبت ہے دوستی کے لئے
امامباڑے نہیں ہیں یہ درسگاہیں ہیں
شعور حق کے لئے علم مجلسی کے لئے
درحسینؑ پہ ملتے ہیں ہر خیال کے لوگ
یہ اتحاد کا مرکز ہے آدمی کے لئے

جناب ساحرؔ فیض آبادی (کراچی)

اتحاد عالم اسلام کی باتیں کرو
اے خطیبو! کچھ تو یارو کام کی باتیں کرو
جھانک لو اپنے گریبانوں میں بھی منہ ڈال کر
دوسروں پر جب کبھی الزام کی باتیں کرو
تذکرہ مولا علیؑ کا جب عبادت ہے تو پھر
کیا ضرورت ہے کہ میر شام کی باتیں کرو
ڈس نہ جائے نفرتوں کی تیرگی ماحول کو
صبح کی خاطر وداع شام کی باتیں کرو
نوع انساں سے محبت دین کی بنیاد ہے
مجلسوں میں دین کے احکام کی باتیں کرو
ایک ہوجائیں گے سب انسانیت کے نام پر
حضرت شبیرؑ کے پیغام کی باتیں کرو

جناب پیامؔ اعظمی صاحب، لکھنؤ

نظامِ گردش ایام اتحاد سے ہے
یہ رونق سحر و شام اتحاد سے ہے
وجود عظمت اقوام اتحاد سے ہے
فروغِ پرچم اسلام اتحاد سے ہے
الگ رہیں تو یہ ذرے غبار بنتے ہیں
ہو اتحاد تو پھر کوہسار بنتے ہیں

م۔ر۔عابد

ایک کے نام پہ ایکا ہو تو کیا اچھا ہے — میل سے دوجا بھی اپنا ہو تو کیا اچھا ہے
چین کا راج ہی چھایا ہو تو کیا اچھا ہے — بیر سب دیس نکالا ہو تو کیا اچھا ہے

ایک کے سب ہیں، سبھی ایک بھی ہو جائیں کہیں

قدر فیض آبادی

اتحاد باہمی سے کام لینا چاہئے — درس الفت صبح سے تا شام لینا چاہئے
فرقہ بندی کے صنم مل جل کے پہلے توڑ لو — تب تمہیں ختم الرسلؐ کا نام لینا چاہئے

اسیف جائسی

ہے اگر توحید کو محبوب کچھ، تو اتحاد — وہ موحّد ہی نہیں جو متّحد ہوتے نہیں

جناب شکیل شمسی صاحب، دہلی

مدح مولاؑ کا فقط اتنا صلہ دے یا رب — تو ہمیں صاحب کردار بنا دے یا رب
ایک ہوجائیں مسلمان زمانے بھر کے — جتنے جھگڑے ہیں یہ آپس کے مٹا دے یا رب
جو بھی آپس میں لڑاتے ہیں مسلمانوں کو — ایسے لوگوں کو کوئی سخت سزا دے یا رب
پھر سے فرعون ہوئے جاتے ہیں سارے حاکم — پھر کسی ہاتھ میں موسیٰؑ کا عصا دے یا رب
کوئی ظالم کی حمایت نہ کرے دنیا میں — سب کو تو حامی مظلوم بنا دے یا رب

تذہیب نگروری، لکھنؤ

یارو! بہت عظیم عبادت ہے اتحاد — ہر عہد ہر صدی کی ضرورت ہے اتحاد
ہے تفرقہ تمہارے لئے موت کا سبب — ملت کی زندگی کی ضمانت ہے اتحاد

حیات قطرہ کی ہوتی ہے صرف پل دو پل — جو بننا چاہو سمندر تو ایک ہوجاؤ
ہر ایک سمت نظر آئے بس خوشی ہی خوشی — جو چاہتے ہو یہ منظر تو ایک ہوجاؤ

صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم